حدیث اَللّٰھم الرفیق الاعلٰی کا مفہومِ مرادی

مولانا ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی ☆

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری کلمہ اپنی وفات سے پہلے کہا تھا وہ یہ تھا اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے جس کی صحت پر ذرا بھی شک نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری وقت میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی مبارک گود میں تھے۔ اسی بیانِ ام المومنین کو حضرت امام بخاریؒ نے اپنی اس کتاب کا باب بنایا ہے۔ باب آخرُ ما تکلم به النبی صلی الله علیه و سلم اور اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں۔ (۱)

امام موصوف کے علاوہ بعض دوسرے امامانِ حدیث و سیرت نے بھی اسی کلمۂ نبوی کو آخری حدیث قرار دیا ہے۔ امام بخاری اور دوسرے اکابر محدثین و اہل سیر کی روایات و احادیث میں آخری حدیثِ نبوی کے مختلف متون ملے ہیں جن میں بنیادی کلمہ تو یہی ہے مگر معمولی لفظی اختلاف تو ضرور پایا جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مآخذِ اصلی سے خوشہ چینی کرنے والے دوسرے اہلِ علم و فضل کے ہاں یہ آخری کلمہ اپنے ''اختلافات'' کے ساتھ نقل ہوا ہے اور وہ ہم ناقص فہم و علم والوں کے لئے باعثِ خلجان بن جاتا ہے۔ کجی تلاش کرنے والوں کو اختلافاتِ متن کے بہانے سے انکار یا استخفافِ حدیث کا موقعہ ملتا ہے۔ اور ان سب سے زیادہ بہر حال یہ علمی مسئلہ اور دینی معاملہ پیدا ہوتا ہے کہ آخری حدیثِ نبوی کا اصل متن کیا ہے؟ شارحینِ حدیث کا یہ خاص فرضِ منصبی بھی ہے اور خدمتِ حدیث کا صحیح طریقہ بھی کہ وہ ہر گرد و غبار کو دور کر کے صحیح صورت کو اجاگر کریں۔

اس مختصر مطالعے میں مختلف جہات سے اس ''آخری حدیثِ نبوی'' پر ایک تنقیدی اور تجزیاتی بحث کی جا رہی ہے۔ سب سے پہلے تو متونِ حدیث کے اختلافات کو ایک جگہ صحیح ترتیب کے ساتھ جمع کیا جا رہا ہے، پھر ان کے اختلافات کی توجیہ کی جائے گی۔ عظیم و جلیل شارحینِ کرام کی تشریحات و تفسیرات سے استفادہ کیا جائے گا۔ رفیقِ اعلیٰ کا مرادی مفہوم متعین کیا جائے گا اور مختلف سیرت نگاروں کی تعیینِ مراد سے

☆ ڈائریکٹر شاہ ولی اللہ دہلوی ریسرچ سیل۔ ادارہ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔ انڈیا

بحث کی جائے گی۔

متونِ حدیث اور ان کے اطراف

مذکورہ بالا متن حدیث کے اختلافات سے زیادہ اچھا لفظ اطراف معلوم ہوتا ہے جو شارحین و مرتبین بالعموم مکرراتِ بخاری وغیرہ کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ دراصل وہ اختلافات ہیں ہی نہیں، وہ تو حدیثِ نبوی کے مختلف احوال کے اطراف و بیانات ہیں۔ اس پر مختلف اوقات میں مختصر اشارے دوسری بحثوں میں کرتا رہا ہوں حالانکہ وہ ایک مستقل بحث اور مفصل مطالعہ کا موضوع ہے کہ صحیح اور ثابت احادیث نبوی کے متون میں جو لفظی اختلافات نظر آتے ہیں وہ دراصل مختلف احوال اور زمانوں کے بیانات نبوی ہوتے ہیں اور ان کو یا ایک جیسی بات کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت شریفہ کے مطابق اور صحابہ کرام کی تعلیم و تدریس اور تزکئے کے لئے ایک سے زیادہ بار ارشاد فرمایا تا کہ وہ ان کے ذہن نشین و قلب گزیں ہو جائے، ضروری نہیں کہ وہ راویوں کے بیانات کا اختلاف ہو اور اس کے سبب حدیث نبوی کو روایت بالمعنی کے خانے میں ڈال دیا جائے۔

اگر چہ زمانی تقدم اور تاریخی ترتیب کے لحاظ سے ابن اسحاق وغیرہ کی روایاتِ سیرت کو پہلے بیان کرنا چاہئے مگر حدیث کے فن کی فوقیت اور معتبریت کے سبب پہلے احادیث نبوی کو پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نسخہ موطا کے مطابق حضرت امام مالکؒ نے بھی تقریباً یہی باب اس حدیث کے لئے باندھا ہے: **باب ما تکلم به النبی علیه وسلم عند موته** ۔ جو ان کی آخری کتاب موطا **کتاب سیر النبی صلی الله علیه وسلم و اصحابه** کا ایک باب ہے۔ یہ باب و کتاب صرف حضرت شاہؒ کے مرتبہ معمودی میں پایا جاتا ہے اور بقیہ تمام متداول موطا کے نسخوں اور ان کی شروح جیسے نسخہ فواد، نسخہ عرموش، نسخہ مفتی شفیع وغیرہ کے علاوہ ان کی شروح شیخ الحدیث اوجز المسالکؒ۔ وغیرہ میں مفقود ہے۔ اس پر بحث کہیں اور بہت تفصیل سے کی جا چکی ہے۔ حضرت شاہؒ کی یہ بحث بھی اہل علم میں معروف ہے کہ بعد کی کتب حدیث بالخصوص صحیحین موطا امام مالک ہی پر مبنی، اسی سے مستخرج اور اسی سے مستفاد ہیں۔ اصل بنیادی کتاب حدیث موطا امام مالک ہے۔ (۲)

اطرافِ بخاری

مرض و وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں اور بعض دوسرے ابواب میں بھی حدیث مذکورہ بالا کے اطراف ملتے ہیں: وہ ''اطراف'' حسب ذیل ہیں:

حدثنا مسلم حدثنا شعبة عن سعد عن عروة عن عائشة قالت: لما مرض النبی صلی الله علیه وسلم المرض الذی مات فیه جعل یقول: "فی الرفیق الاعلیٰ" (۳)

حدثنا ابو الیمان اخبرنا شعیب عن الزهری قال: عروة بن الزبیر ان عائشة قالت: كان رسول صلی الله علیه وسلم و هو صحیح یقول: انه لم یقبض نبیٌّ قط حتی یریٰ مقعده من الجنة، ثم یحیا او یخیّر، فلما اشتکیٰ وحضره القبض و راسه علیٰ فخذ عائشة، غُشِی علیه، فلما افاق شخص بصره نحو سقف البی ت ثم قال: "اللهم فی الرفیق الاعلیٰ": فقلت: اذاً لا یختارنا، فعرفت انه حدیثه الذی کان یحدثنا و هو صحیح (۴)

حدثنا محمد حدثنا عفان عن صخر بن جویریة عن عبدالرحمن بن القاسم عن ابیه عن عائشة، دخل عبدالرحمن بن ابی بکر علی النبی صلی الله علیه وسلم، وانا مسندته الی صدری، و مع عبدالرحمن سواك رطب یستن به، فابده رسول الله صلی الله علیه وسلم بصره، فاخذت السواك فضممته و نفضته و طیبته، ثم دفعته الی النبی صلی الله علیه وسلم فاستنّ به، فما رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم استنّ استنانا قطّ احسن منه، فما عدا ان فرغ رسول الله صلی الله علیه وسلم رفع یده او اصبعه ثم قال: فی الرفیق الاعلیٰ ثلاثا، ثم قضی و کانت تقول: مات بین حاقنتی و ذاقنتی. (۵)

حدثنا معلّی بن اسد حدثنا عبدالعزیز بن مختار حدثنا هشام بن عروة عن عباد بن عبدالله بن الزبیر ان عائشة اخبرته انا سمعت النبی صلی الله علیه وسلم وأصغت الیه قبل ان یموت و هو مسند الیّ ظهره یقول: اللهم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق."(۶)

حدثنا عبدالله بن ابی شیبة قال: حدثنا ابو اسامة عن هشام عن عباد بن عبدالله بن الزبیر قال: سمعت عائشة رضی الله عنها قالت: سمعت النبی صلی الله علیه وسلم و هو مستند الیّ یقول: اللهم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ" (۷)

حدثنی محمد بن عبید حدثنا عیسی بن یونس عن عمر بن سعید قال: اخبرنی ابن ابی ملیکة ان ابا عمرو ذکوانٍ مولیٰ عائشة اخبره ان عائشة کانت تقول: ان من نعم الله علیّ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم توفی

فی بیتی و فی یوفی و بین سحری و نحری، وان اللّٰہ جمع بین ریقی و ریقه عند موته. دخل علیّ عبدالرحمن... وبین یدیه رکوة. او علبة یشك عمر. فیها ماء، فجعل یُدخل یدیه فی الماء فیمسح بهما وجهه یقول: لا اله الا اللّٰه، ان للموت سکراتٍ، ثم نصب یده فجعل یقول: فی الرفیق الاعلیٰ، حتی قبض و مالت یده."(۸)

حدثنا سلیمان بن حرب حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن ابن ابی ملیکة عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت: تو فی النبی صلی الله علیه وسلم فی بیتی، و فی یومی، و بین سحری و نحری، و کانت احدانا تعوّذه بدعاء اذا مرض، فذهبت اعوذه فرفع رأسه الی السماء و قال: فی الرفیق الاعلیٰ(۹)

حدثنا بشر بن محمد حدثنا عبداللّٰہ قال یونس: قال الزهری: اخبرنی سعید بن المسیب فی رجال من اهل العلم ان عائشة قالت "کان النبی صلی الله علیه وسلم یقول و هو صحیح": انه لم یقبض نبیٌّ حتی یریٰ مقعده من الجنة ثم یخیرّ. فلما نزل به ورأسه علیٰ فخذی غشی علیه، ثم افاق فأ شخص بصره الی سقف البیت ثم قال:" اللهم الرفیق الاعلیٰ" فقلت: اذاً لا یختارنا، و عرفت انه الحدیث الذی کان یحدثنا و هو صحیح. قالت: فکان آخر کلمة تکلم بها: "اللهم الرفیق الاعلیٰ." (۱۰)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ساتویں حدیث: ۴۴۳۷ کے تحت امام بخاریؒ کی حدیث پر بحث کی ہے کہ امام موصوف نے اس حدیث کو ''عالی'' میں مختصر نقل کیا ہے اور ''نازل'' میں کامل بیان کیا ہے: اوردہ عالیاً مختصرا و نازلا تاما،...اور پھر عروہ کی سند سے امام زہری سے سب سے زیادہ مکمل نقل کیا ہے: ثم اوردہ اتم منہ من طریق الزھری عن عروۃ پھر ان تینوں قسم کی روایات کے اختلافات متنی ولفظی سے بحث کی ہے اور ان میں سے جو مسلم بن ابراہیم شیخ بخاری سے مروی ہے یہ اضافہ ہے فجعلت اسمعه یقول: فی الرفیق الاعلیٰ، مع الذین انعم اللّٰہ علیهم من النبیین، الآیة، قالت: فعلمت انه یخیّر حافظ موصوف نے امام بخاریؒ کے ''اقتصار'' سے مزید بحث کی ہے جس سے ہمیں سردست بحث نہیں ہے(۱۱)

احادیث مسلم

امام مسلمؒ نے بھی حضرت امام بخاریؒ کی مانند الرفیق الاعلیٰ پر مشتمل احادیث اپنی صحیح میں نقل کی ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ بھی مختلف کتب اور ان کے ضمنی ابواب میں آئی ہیں۔ ان میں کچھ متفق علیہ ہیں کہ ان پر بخاری کا بھی اتفاق ملتا ہے اور کچھ ان سے مختلف ہیں۔ ان کا ایک نقشہ ابواب و کتب کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے:

فی الرفیق الاعلیٰ (باب فضل عائشہ)

اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق (ایضاً)

اللھم فی الرفیق الاعلیٰ (کتاب السلام)

اللھم اغفرلی واجعلنی مع الرفیق الاعلیٰ (ایضاً)

بحثِ حافظ میں دوسری روایاتِ حدیث

حسبِ دستور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ''آخری حدیث نبوی'' پر اپنی بحث میں بھی دیگر کتب کی احادیث کے متون کو نقل کیا ہے اور ان سے بحث کی ہے۔ ان متون کے اختلافات و اضافات سے جو بحث ملتی ہے وہ بہ شکل نکات درج ذیل ہے:

مسند احمد بن حنبل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مُطلب کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مع الرفیق الاعلیٰ اور آیت کریمہ پڑھی: "مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء. الیٰ قولہ رفیقاً"

نسائی میں حضرت ابو بردہ کی اپنے والد ماجد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اس کی ابن حبان نے تصحیح کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُسال اللہ الرفیق الاعلیٰ الاسعد، مع جبریل و میکائیل و اسرافیل

زہری کی روایت میں فی الرفیق الاعلیٰ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عباد کی ایک روایت میں اس کے بعد یہ حدیث بھی موجود ہے: اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق

حضرت عائشہؓ سے حضرت ذکوان کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: فی الرفیق الاعلیٰ حتیٰ کہ وفات ہوگئی۔

حضرت عائشہؓ سے حضرت ابن ابی ملیکہؒ کی ایک روایت میں ہے: فی الرفیق الاعلیٰ، فی

الرفیق الاعلیٰ

حضرت حافظ موصوف نے متن پر ایک بحث یہ بھی کی ہے کہ ان روایات واحادیث سے ان لوگوں کے خیال کی تردید ہوتی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ''الرفیق'' راوی نے بدل دیا ہے، اصلاً وہ ''الرقیع'' ہے جو آسمان کے اسماء میں سے ایک ہے۔(۱۲)

قدیم سیرت نگاروں کی روایات

عہدِ صحابہ وتابعین سے روایاتِ سیرت کی تدوین کا سلسلہ شروع ہوا۔ موخرالذکر اس فن کے اصل بانی تھے۔ مگر اسی کے ساتھ ساتھ وہ حدیث کے بھی امام وبانی رہے تھے۔ ان دونوں فنون کی یگانگت واتحاد کے سرمائے نے فن سیرت کی علیحدہ شناخت وتدوین کے زمانے میں بھی ان دونوں کے درمیان ایک رشتۂ اشتراک وتفاعل ہمیشہ استوار رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان بہت سی روایات میں معنوی اشتراک پایا جاتا ہے خواہ لفظی اختلاف وروایتی سقم بھی ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے احوال وآثار کی مانند آخری حدیث نبوی میں بھی روایاتِ سیرت کا کلی اتحاد واشتراک ملتا ہے۔

حضرت امام عروہ بن زبیر اسدی قریشی رضی اللہ عنہ دونوں کے امام ومؤلف ہونے کے علاوہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھانجے، تربیت یافتہ اور شاگرد تھے۔ ان کی بنیادی روایت آخری حدیث نبوی کے بارے میں کتب حدیث وسنت میں ملتی ہے اور کتبِ سیرت میں بھی ان ہی کی سند سے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ خود ان کی اپنی کتابِ سیرت میں یہ حدیث موجود ہے۔

''حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب رسول محترم صحت مند تھے تو فرماتے کہ کوئی نبی دنیا سے رخصت نہیں ہوتا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانا نہ دیکھ لے۔ اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ بہر طور جب آپ بیمار ہوئے اور سیدنا عزرائیل حاضر ہوئے تو آپ کا سران کی گود میں تھا، اچانک غشی کی کیفیت طاری ہوگئی، افاقہ ہوا تو آنکھیں چھت کی طرف لگی رہ گئیں اور یہ الفاظ زبان مبارک پر جاری تھے: اللھم فی الرفیق الاعلیٰ تو میں سمجھ گئی کہ آپ نے ہمیں پسند نہیں کیا بلکہ اپنے خالق کی ملاقات کو پسند فرمایا۔(۱۳)

امام واقدیؒ اگرچہ متاخرین میں بہت مطعون ہیں لیکن متقدمین میں سے بہت سوں کے ہاں بہت قابل اعتبار بھی تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ تو واقدی کی روایاتِ سیرت وتاریخ کو بڑے التزام سے بیان کرتے ہیں اور ان کو ایک عمدہ ماخذ سمجھتے ہیں۔ اس حدیث آخریں کے بارے میں ایک تنبیہ لکھی ہے جس میں امام سیرت وحدیث سہیلی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے واقدی کی بعض کتب میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ رضاعت میں اولین کلمہ کہا تھا وہ ''اللہ اکبر'' تھا۔اور آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ حدیث عائشہ کی مانند فی الرفیق الاعلیٰ تھا۔ حافظ موصوف نے امام حاکم کی ایک مختلف روایت بھی نقل کی ہے جس سے سردست ہمیں بحث نہیں ہے: (۱۴)

جدید سیرت نگاروں کی تشریحات

ہمارے معاصر اور جدید سیرت نگار بالخصوص اردو اہل سیرت قدیم شارحین ومؤلفین سے خوشہ چینی کرتے ہیں۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری حدیث کو جو انہوں نے اپنے اپنے پسندیدہ مآخذ سے لیا ہے۔اس کی وجہ سے ان کی روایات مختلف ہیں۔اکابر پیشروؤں پر انحصار کے سبب ان کی تشریحات بھی متنوع نظر آتی ہیں کیونکہ وہ بھی مختلف قدیم مآخذ سے ہی ماخوذ ہیں۔پہلے ان میں سے چیدہ چیدہ سیرت نگاروں کے بیانات نقل کئے جاتے ہیں جن میں سے بیشتر مآخذ بھی دستیاب ہیں۔پھر ان پر ایک محاکمہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

اردو سیرت نگاری کے امامِ عصر مولانا شبلیؒ کا بیان ہے: ''حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپؐ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبروں کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ خواہ موت کو قبول کریں یا حیات دنیا کو ترجیح دیں۔اس حالت میں اکثر آپ کی زبانِ مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے:

مع الذین انعم اللہ علیھم

ان لوگوں کے ساتھ جن پر خدا نے انعام کیا۔

اور کبھی یہ فرماتے:

اللھم فی الرفیق الاعلیٰ

خداوندا! بڑے رفیق ہیں۔

وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت الٰہی مطلوب ہے۔'' مولانا شبلیؒ رمولانا سید سلیمان ندویؒ کے اس بیان میں ماخذ کا حوالہ نہیں ہے۔(۱۵)

قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ نے سکرات موت سے متعلق حضرت ذکوانؓ کی سند پر حدیث بخاری کو نقل کیا ہے پھر لکھا ہے کہ...''حضورؐ نے مسواک کی پھر ہاتھ کو بلند فرمایا اور زبان قدسی سے فرمایا: اللھم فی الرفیق الاعلیٰ، اسی وقت ہاتھ لٹک گیا، پتلی اوپر کو اٹھ گئی''۔(۱۶)

مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے سکرات موت والی حدیث بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ... ''پھر چھت کی طرف دیکھا اور ہاتھ اٹھا کر فرمایا: فی الرفیق الاعلیٰ۔ اے اللہ میں رفیق اعلیٰ میں جانا چاہتا ہوں (یعنی خطیرۃ القدس جو انبیاء و مرسلین کا مسکن ہے وہاں جانا چاہتا ہوں)۔ اس کے بعد تخییر سے متعلق حدیث حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نقل کی ہے اور اس باب کا آخری جملہ ہے ''الغرض آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے: اللھم فی الرفیق الاعلیٰ اور روح مبارک عالم بالا کو پرواز کر گئی اور دست مبارک نیچے گر گیا۔ (بخاری شریف) (۱۷)

مولانا شاہ محمد جعفر پھلوارویؒ رقم طراز ہیں کہ...... اسی حالت میں فرماتے: لا الہ الا اللہ، ان للموت سکرات کبھی پڑھتے: مع الذین انعم اللہ علیھم (الخ) کبھی فرماتے: اللھم فی الرفیق الاعلیٰ ...... پھر انگلی اٹھا کر تین بار فرمایا: بل الرفیق الاعلیٰ ۔ پاؤں پھیلے ہوئے تھے، ہاتھ بھی لٹک گئے اور آنکھیں چھت سے لگ گئیں اور اللہ کا آخری رسول آخری لحاتِ دنیا ختم کر کے حیاتِ نبوی کی دنیا میں چلا گیا...... (۱۸)

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی مختصر سیرت اولیں میں مولانا شبلی، سلیمان کی پوری عبارت قریب قریب نقل کر دی ہے:

.... اس حالت میں اکثر آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے: مع الذین انعم اللہ علیھم، ان لوگوں کا ساتھ جن پر خدا نے انعام کیا اور کبھی یہ فرماتے: اللھم فی الرفیق الاعلیٰ خداوندا بڑے رفیق میں۔ وہ سمجھ گئیں کہ اب صرف رفاقت الٰہی مطلوب ہے۔ اتنے میں ہاتھ اٹھا کر فرمایا: اللھم الرفیق الاعلیٰ اور اب وہ بڑا رفیق درکار ہے۔ یہی کہتے کہتے روح پاک عالم قدس میں پہنچ گئی۔ (۱۹)

حضرت مولانا کی عربی سیرت میں امام بخاری کی حدیث آخری موجود ہے: ''اور بعض دوسری احادیث بھی وہ ان کے تین تین بیانات پر مشتمل ہیں:

۱۔ وتقول عائشة. رضی اللہ عنھا. ذھبت اعوده، فوفع بصره الی السماء وقال: فی الرفیق الاعلیٰ، فی الرفیق الاعلیٰ

۲۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا واقعہ مسواک او۔ پانی کے پیالہ رکگن کی حدیث کے بعد لکھا ہے فیمسح بھا وجھه ثم یقول: لا اله الا الله، ان للموت لسکرات. ثم نصب اصبعه الیسریٰ وجعل یقول: فی الرفیق الاعلیٰ فی الرفیق الاعلیٰ، حتی قبض ومالت یده فی الماء

۳۔ وقالت: نزل برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورأسہ علیٰ فخذی، غشی علیہ ساعۃ، ثم افاق فاشخص بصرہ الیٰ سقف البیت، وقال: اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ. وکانت آخر کلمۃ تکلم بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۲۰)

مولانا صفی الرحمن مبارک پوری نے بخاری کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان لگایا تو آپ فرمارہے تھے: ''ان انبیاء صدیقین شہداء اور صالحین کے ہمراہ جنھیں تو نے انعام سے نوازا۔ اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے۔ اے اللہ! رفیق اعلیٰ۔ (۲۰) آخری فقرہ تین بار دہرایا اور اسی وقت ہاتھ لٹک گیا اور آپؐ رفیق اعلیٰ سے جا لاحق ہوئے۔'' (۲۱)

الرفیق الاعلیٰ سے مراد

شارحین حدیث کے علاوہ سیرت نگاروں نے اور دوسرے اہل علم نے اس حدیث آخریں کے معنی و مراد کی تعیین کی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے حسب دستور بہت سے اقوال و آرا کا ذکر کیا ہے اور ان کے قائلین کے حوالے سے کہا ہے جو حسب ذیل ہے:

حدیث نسائی کی تشریح میں لکھا ہے کہ مذکورہ بالا ملائکہ وغیرہ کے ساتھ مرافقت حاصل ہوگی وہاں رفیق سے مراد وہ مکان ہے۔

جوہری کا قول ہے کہ الرفیق الاعلیٰ سے مراد جنت ہے: الرفیق الاعلیٰ الجنۃ۔

اس کی تائید میں حافظ موصوف نے ابواسحاق کا خیال نقل کیا ہے: الرفیق الاعلیٰ الجنۃ

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''الرفیق'' یہاں اسم جنس ہے جو واحد پر مشتمل ہے اور اس سے زیادہ پر مشتمل و حاوی ہے اور اس سے مراد انبیاء اور وہ لوگ ہیں جن کا ذکر آیت کریمہ میں آیا ہے: وقیل بل الرفیق الاعلیٰ ھنا اسم جنس یشتمل الواحد و مافوقہ، والمراد الانبیاء و من ذکر فی الآیۃ'' اور جس کا خاتمہ قول الٰہی پر ہوا ہے: وحسن اولئک رفیقا (النساء:۶۹) اس کلمے کو یہاں مفرد/ واحد لانے میں یہ نکتہ ہے کہ ایک فرد واحد کے قلب پر تمام اہل جنت داخل ہوں گے جیسا کہ امام سہیلی نے بتایا ہے:
ونکتۃ الاتیان بھذہ الکلمۃ بالافراد الاشارۃ الی ان اھل الجنۃ ید خلونھا علیٰ قلب رجل واحد، نبہ علیہ السھیلی۔

بعض ''مغربی علماء'' کا خیال ہے کہ رفیق اعلیٰ سے مراد اللہ عزوجل ہے کیونکہ وہ اس کے اسمائے

حسنیٰ میں سے ہے جیسا کہ امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے: ان اللہ رفیق یحب الرفق اس میں اسی طرح ''اقتصار'' ہے۔ لیکن مسلم میں حضرت عائشہؓ کی حدیث میں اس سے زیادہ ہے۔ جیسا کہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد صفت ہو اور وہ صفت ذات ہو جیسے حکیم ہے یا صفت فعل ہو: والرفیق یحتمل ان یکون صفة ذات کا لحکیم اوصفة فعل

ان کا خیال ہے کہ اس سے خطیرۃ القدس مراد ہو اور اس کا بھی احتمال ہے کہ سورہ نساء کی آیت میں مذکور جماعت مراد ہو: ویحتمل ان یراد به خطیرة القدس، ویحتمل ان یراد به الجماعة المذکورون فی آیة النساء

ان کے رفیق ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر تعاون کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے وابستگی رکھتے ہیں: ومعنی کونهم رفیقاتعاونهم علیٰ طاعة الله، وارتفاق بعضهم ببعض

حافظ موصوف کا بیان ہے کہ اسی تیسرے معنی پر زیادہ اعتماد کیا گیا ہے اور اسی کو اکثر شارحین نے بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے: وهذا الثالث هو المعتمد وعلیه اقتصر اکثر الشراح۔ حافظ ابن حجرؒ نے زہری پر نقد بھی کیا ہے کہ انھوں نے قول اول کو غلط قرار دیا ہے اور ان کی تغلیط جس وجہ سے ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ ان کا قول ہے: مع الرفیق او فی الرفیق آیا ہے۔ وقد غلط الزهری القول الاول، ولا وجه لتغلیطه من الجهة التی غلطه بها وهوقوله: مع الرفیق او فی الرفیق، لان تاویله علی ما یلیق بالله سائغ

شارح گرامی نے اس بحث کا خاتمہ امام سہیلی کی نکتہ آفرینی پر کیا ہے۔ اس کلمے کے ساتھ کلام مصطفیٰ کے اختتام پذیر ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وہ توحید اور دل سے ذکر پر مشتمل ہے یہاں تک اس سے یہ مستفاد کیا جاسکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے لئے زبان سے ذکر شرط نہیں ہے، کیونکہ بعض لوگوں کو نطق وکلام سے آخری وقت میں کوئی مانع پیش آجاتا ہے تو اگر اس کا دل ذکر سے بھرا ہوا ہو تو زبان سے اسے نہ ادا کرنے میں اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا قال السهیلی: الحکمة فی اختتام کلام المصطفیٰ بهذه الکلمة کونها تتضمن التوحید والذکر بالقلب حتی یستفادمنه الرخصة لغیره انه لا یشترط ان یکون الذکر باللسان، لان بعض الناس قد یمنعه من النطق مانع، فلا یضره اذا کان قلبه عامراً بالذکر۔ انتهی ملخصا (۲۲)

اس روایت کے راوی

کتب حدیث ہوں یا کتب سیرت، دونوں کی روایات آخری حدیث نبوی کے بارے میں بالکل یکساں ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دونوں اسلامی علوم وفنون کے اصل رواۃ بھی یکساں ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اصل راویہ ہیں، اور وہ عینی شاہد اور ام المومنین ہونے کے سبب اس حدیث آخریں کی معتبر ترین اور ثقہ ترین راویہ ہیں کیونکہ انھیں کی گود میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جان جان آفریں کے سپرد فرمائی تھی اور وفات سے قبل آخری حدیث ارشاد کی تھی۔ ان سے اس آخری حدیث کو اخذ کرنے والے حضرت عروہ بن زبیر اسدی قریشی ہیں جو ام المومنین کے عزیز اور شاگرد رشید تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دوسرے بیان کرنے والے راوی حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں جو ام المومنین کے بھتیجے بھی تھے اور ان کے تربیت یافتہ شاگرد بھی۔

تیسرے راویٔ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ حضرت ابوعمرو ذکوان ہیں جو ام المومنین کے شاگرد تھے۔

حدیث آخریں کے چوتھے راوی حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست روایت کرتے ہیں۔

پانچویں راویٔ حدیث حضرت سعید بن میبب رضی اللہ عنہ ہیں جو تابعی جلیل ہونے کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد تھے اور جن کے مراسیل تک بقول امام شافعی مقبول ہیں کہ ان کی جلالت شان اور رفعت فن اسی کا تقاضا کرتی ہے۔ امام بخاریؒ نے ان کی روایت میں دوسرے ''رجال اہل علم'' کا عمومی تذکرہ بھی کیا ہے کہ وہ بھی اس آخری حدیث کے رواۃ کرام ہیں۔

چھٹے راوی حضرت مطلب ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں، یہ مسند احمد کے راوی ہیں۔

نسائی میں اس حدیث آخریں کے ساتویں راوی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔

مختلف کلماتِ حدیث

تمام دستیاب و مذکورہ بالا روایات کتب حدیث وسیرت سے آخری حدیث نبوی کے الفاظ وکلمات میں تھوڑا اختلاف ملتا ہے۔ ان کو پہلے ترتیب سے لکھا جاتا ہے:

۱۔ فی الرفیق الاعلیٰ، ۲۔ اللھم فی الرفیق الاعلیٰ، ۳۔ اللھم اغفرلی وارحمنی

والحقنی بالرفیق، ۴۔اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ، ۵۔اللھم الرفیق الاعلیٰ، ۶۔اسال اللہ الرفیق الاعلیٰ الاسعد...'' ۷۔اللھم اغفرلی واجعلنی مع الرفیق الاعلیٰ

ان تمام کلمات حدیث اوران پر مشتمل روایات محدثین واہل سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الوفات کے مختلف احوال اور اوقات میں ان میں سے کسی نہ کسی کو اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا تھا۔ دوسرے الفاظ میں یہ سب صحیح احادیث ہیں اور ان کے کلمات بھی احادیث کے اجزا ہیں اور وہ مختلف اوقات کے ارشادات ہیں۔ ان کے اختلافِ احوال کا ذکر صریح روایات واحادیث کے دروبست میں ملتا ہے اور دوسری روایتی چیزوں سے بھی معلوم ہوتا ہے ان کا ذکر ان روایات کے حوالے سے کیا جاتا ہے:

حدیث بخاری: ۴۴۳۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وفات کے آغاز میں یہ جملہ فرمایا اوراس کے دوران برابر ارشاد فرماتے رہے: فی الرفیق الاعلیٰ

حدیث بخاری: ۴۴۳۷ کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا اوراس کے استعمال کے بعد ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللھم فی الرفیق الاعلیٰ ارشاد فرمایا جس سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سمجھ لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت اختیار فرمالی ہے۔

حدیث بخاری: ۴۴۶۳ کے مطابق بھی تخییر کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللھم الرفیق الاعلیٰ ارشاد فرمایا۔

ایک اور روایت بخاری کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تخییر کے بعد صرف فی الرفیق الاعلیٰ فرمایا تھا۔

وفات سے کچھ قبل حسب دستورِ ازواج مطہرات حضرت عائشہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تعوذ کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فی الرفیق الاعلیٰ فرمایا۔

وفات کے لمحات سے قبل حضرت عائشہ صدیقہ عنہا نے کان لگا کر سنا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گود میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگ رہے تھے: اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق

اسی عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے الفاظ میں ایک اضافہ بھی سنا: اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلیٰ

آخری دعائے نبوی یہ تھی: اللھم اغفرلی واجعلنی مع الرفیق الاعلیٰ

ان تمام دعاؤں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مستقل دعا اور متواتر ورد نظر آتا ہے وہ ہے: **فی الرفیق الاعلیٰ** روایات واحادیث سے واضح ہوتا ہے کہ مرض کے آغاز سے آخری لمحات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل یہی کلمہ ارشاد کرتے رہے موقع بہ موقع آپ دوسری دعاؤں اور کلمات کو بھی ارشاد فرماتے جاتے تھے جیسا کہ اوپر کے مختلف کلمات کا ذکر ملتا ہے۔

حدیثِ آخریں

امام بخاریؒ نے بڑی صراحت سے کہا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات سے قبل جو آخری کلمہ کہا تھا وہ تھا: **اللھم الرفیق الاعلیٰ** حضرت امامؒ کو اپنی روایت حضرت عائشہ: ۴۴۶۳ پر اتنا جزم و یقین ہے کہ حضرت عائشہؓ کے قول پر ہی اپنا باب کا عنوان باندھا ہے: **باب آخر ماتکلم به النبی صلی الله علیه وسلم** حضرت عائشہ صدیقہ عنہا کی صراحت ہے: **فکان آخر کلمة تکلم بها: اللھم الرفیق الاعلیٰ**

ایک مشکل یہ آن پڑی کہ حدیث: ۴۴۴۹ یہ بتاتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وقت آخریں میں کلمۂ توحید پڑھنے اور سکرات موت کا ذکر فرمانے کے بعد بار بار **فی الرفیق الاعلیٰ** فرماتے رہے تا آنکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور دست مبارک نیچے کی طرف آ گیا۔ اسی کی تائید حدیثِ بخاری ۳۶۶۹ میں ملتی ہے جس کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وقت میں تین بار فی الرفیق الاعلیٰ فرمایا: **شخص بصر النبی صلی الله علیه وسلم ثم قال: فی الرفیق الاعلیٰ (ثلاثا) وقص الحدیث** (۲۳)

ان دونوں میں سے آخری حدیث شریف کون سی ہے: **اللھم الرفیق الاعلیٰ** یا **فی الرفیق الاعلیٰ**؟

ایک اور مشکل یہ درپیش ہے کہ امام مسلم کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری حدیث کے الفاظ تھے: **اللھم اغفرلی واجعلنی مع الرفیق الاعلیٰ**

بعض دوسری کتب حدیث کی روایات میں ہے کہ **فی الرفیق الاعلیٰ** ہی کہتے کہتے وفات پائی۔

کئی روایات میں ہے کہ وفات سے قبل تین بار **فی الرفیق الاعلیٰ** ہی فرمایا اور اس کے بعد کچھ اور نہ ارشاد فرمایا۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے واقدی کی روایت سیرت میں آخری کلمہ فی الرفیق الاعلیٰ نقل کیا ہے

اور نہ صرف نقل کیا ہے بلکہ اسے حدیث حضرت عائشہ صدیقہ کے مانند بھی کہا ہے۔ گویا ان کے نزدیک صحیح یہی آخری حدیث ہے۔

قدیم ترین امامانِ سیرت حضرات عروہ اور زہری کی روایات میں بھی آخری کلمہ فی الرفیق الاعلیٰ ہے

متعدد دوسرے اہل سیر نے بھی فی الرفیق الاعلیٰ ہی کو آخری کلمہ نبوی بتایا ہے۔

رفیقِ اعلیٰ کے مرادی معنی

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اپنی شرح میں تمام اقوال وتشریحات کو جمع کر دیا ہے اور سب کی تصحیح بھی کی ہے۔ بایں ہمہ انھوں نے تیسرے قول کو ترجیح دی ہے۔ اس سے مراد ان تمام انعام یافتہ طبقات کو لیا ہے جن کا ذکر سورہ نساء: ۶۹ میں ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین سے ملا دیجیے۔ اور ان سب کو رفیق اعلیٰ کے طبقۂ خاص میں شمار کیا ہے۔ حضرت حافظؒ نے اس موضوع پر مزید بحث کر کے قطعی تعیین نہیں کی ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ ان چاروں طبقات میں سب سے بلند و بزرگ طبقہ انبیائے کرام کا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث الرفیق الاعلیٰ سے الحاق میں وہی طبقۂ علیا مراد ہے۔

اسی مرادی معنی کی حتمی تعیین وتصریح مختلف محدثین کرام، مفسرین عظام اور دوسری اسلامی عبقریات نے بھی کی ہے۔ مفسرین کرام میں حافظ ابن کثیرؒ نے سورۂ شعراء میں دعائے ابراہیمی کے حوالے سے اور سورۃ یوسف میں دعائے یوسفی کے حوالے سے لکھا ہے کہ صالحین سے مراد ان کے بزرگ برادران انبیائے کرام ہیں۔ بعد کے اردو عربی وغیرہ مترجمین ومفسرین نے بھی ان سے انبیائے کرام ہی کو مراد لیا ہے ان میں مولانا تھانویؒ اور ان کے مسترشد مولانا دریابادیؒ بھی شامل ہیں۔ موخر الذکر نے ایک دلچسپ نکتہ پیدا کیا ہے کہ سورۃ النساء میں صالحین کا چوتھا اور فروتر ین طبقہ انعام یافتہ ہے پھر اول طبقے کے انبیاء کرام نے صالحین کے ساتھ اپنے اتصال والحاق کی دعا کیوں مانگی؟'' جواب یہ ہے کہ صالحین کا مفہوم اضافی ہے۔ اس کا معیار ہر ایک کے درجے و مرتبے کے مطابق الگ الگ ہوتا ہے۔ آپ جس مرتبۂ صالحیت کی تمنا کرتے تھے، آپ کے پیش نظر حضرت یعقوب، حضرت اسحٰق، حضرت ابراہیمؑ کے مرتبہ وعظمت کے صالحین تھے''۔ (۲۴)

دوسرے محدثین کرام کے علاوہ سرزمین ہند کے عظیم ترین محدث حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اپنی شروح موطا، مسویٰ ومصفّٰی میں صرف انبیائے کرام ہی کو رفیق اعلیٰ کا مصداق قرار دیا ہے۔ اور اپنی صوفیانہ تفسیر میں بھی یہی لکھا ہے مگر دوسرے رنگ میں۔ (۲۵)

متعدد قدیم و جدید سیرت نگاروں نے رفیق اعلیٰ سے مراد انبیائے کرام کی رفاقت کو لیا ہے یا خطیرۃ القدس میں ان کی صحبت کو جو ایک ہی بات ہے کہ وہ انبیائے کرام کا خاص مسکن ہے۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسی معنی کی تائید دوسرے تمام ذرائع و مآخذ سے ہوتی ہے۔

قرآن مجید سے تائید مراد

قرآن مجید اور حدیث نبوی دونوں ایک ہی نور کے پرتو اور ایک ہی سرچشمے سے نکلے ہدایت کے سوتے ہیں۔ اور وہ ہے وحی الٰہی۔ دونوں ہی وحی الٰہی پر مبنی ہیں۔ لہٰذا دونوں ایک دوسرے کے مصدق، مؤید، شارح، مفسر اور ایک طرح سے حاکم بھی ہیں۔ ان ہی دونوں اقسام وحی الٰہی نے تمام انبیائے کرام کو ایک ہی سلسلۂ نبوت و رسالت اور ایک ہی دین و شریعت سے وابستہ کر رکھا ہے۔ انبیائے سابقین کی وحی و رسالت کے ساتھ ساتھ ان کی سنت و طریقہ، دعا و ذکر اور دوسری بہت سی چیزوں میں تواتر ملتا ہے۔ من جملہ ان کے ایک موت کے بعد ''صالحین'' سے الحاق و اتصال کا تصور، بلکہ انبیائے کرام کی آرزو اور دعا اور سنت بھی ملتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری حدیث میں جس رفیق اعلیٰ سے اتصال و الحاق کی آرزو کی تھی وہی پیشرو انبیائے کرام بھی کرتے رہے تھے قرآن مجید نے کم از کم دو عظیم الشان رسولوں اور اولوالعزم پیغمبروں کی اس آرزوئے رفاقت کا واضح ذکر کیا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے انعامات الٰہی گنانے کے بعد آخری انعام کی دعا اس طرح کی تھی:

توفنی مسلماً والحقنی بالصٰلحینO (۲۶)

موت دے مجھ کو اسلام پر اور ملا مجھ کو نیک بختوں میں''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے پہلے یہی دعا مانگی تھی کہ ''اے رب! دے مجھ کو حکم، اور ملا مجھ کو نیکوں میں۔ **رب هب لی حکماً والحقنی بالصٰلحین (۲۷)**

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس سنت انبیاء میں خاص پہلو یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہی دعا اور آرزو کی تھی جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے پردادا کا وطیرہ اختیار فرمایا تھا۔ سنت یوسفی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت انبیاء تھی اور سنت ابراہیمی سنت انبیاء کے ساتھ ساتھ سنت ابوالانبیاء، طریقت جد امجد اور طریقۂ خلیلی بھی تھی۔ قرآن مجید میں صرف ان دونوں اولوالعزم رسولوں کی آرزو اور دعا کے ذکر سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ وہ صرف ان ہی دو کی شخصی دعا تھی وہ قرآن مجید کے خاص اسلوب کے عین مطابق ہے جس میں صرف چند کا ذکر کیا جاتا ہے مگر

اس سے مراد پورا سلسلۂ طریقت ہوتا ہے۔ امام ابن کثیر اور بعض دوسرے مفسرین کرام نے دعائے ابراہیمی اور یوسفی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نما حدیث آخریں کے مماثل ومطابق قرار دیا ہے: ای اجعلنی مع الصالحین فی الدنیا والآخرة کما قال النبی صلی الله علیه وسلم وسلم عند الاحتضار" اللهم فی الرفیق الاعلیٰ "ثلاثا (۲۸)

"...وهذا دعا من یوسف الصدیق... وان یلحقه بالصالحین وهم اخوانه من النبین والمرسلین... کما ثبت... ان رسول الله صلی الله علیه وسلم وسلم جعل یرفع اصبعه عند الموت ویقول: اللهم فی الرفیق الاعلیٰ "ثلاثا"... (۲۹)

اردو مفسرین میں مولانا اشرف علی تھانویؒ وغیرہ نے اپنے پیشروؤں کی تفسیر کو اسی طرح اخذ کیا ہے۔ ''یعنی میرے بزرگوں میں جو انبیائے عظام ہوئے ہیں ان میں مجھ کو پہنچا دیجئے''۔

حواشی

۱۔ بخاری، کتاب المغازی، ۴۴۶۳، فتح الباری ۱۸۸/۸ و مابعد، نیز امام مالک، موطا، مسوی رمصفی طباعت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، کتب خانہ رحیمیہ دہلی، ۲۹۶/۲: باب ما تکلم به النبی صلی الله علیه وسلم عند موته، محمد یٰسین مظہر صدیقی، شاہ ولی اللہؒ کی خدمات حدیث، پھلت ۲۰۰۴ء، ۱۳۳۔۱۳۴، ۳۰۶۔۳۰۷ وغیرہ

۲۔ بحث کے لئے ملاحظہ ہو: خاکسار کی کتاب: ''شاہ ولی اللہؒ کی خدمات حدیث''، پھلت ۲۰۰۴ء، تیسرا باب بالخصوص ۱۳۳۔۱۳۴ و مابعد نیز ۳۰۶۔۳۰۷

۳۔ رقم الحدیث ۴۴۳۶۔

۴۔ رقم الحدیث ۴۴۳۷۔

۵۔ رقم الحدیث ۴۴۳۸۔

۶۔ رقم الحدیث ۴۴۴۰۔

۷۔ بخاری، کتاب المرضیٰ، باب تمنی المریض الموت، فتح الباری، ۱۵۷/۱۰۔۱۶۲۔ رقم الحدیث ۵۶۷۴۔

۸۔ رقم الحدیث ۴۴۴۹:

۹۔ بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی الله علیه وسلم و وفاته، فتح الباری، ۱۶۲/۸۔ ۱۸۸ رقم الحدیث ۴۴۵۱:

۱۰۔ بخاری، کتاب المغازی، باب آخر ما تکلم به النبی علیہ وسلم، فتح الباری ۱۸۸/۸۔ رقم الحدیث ۴۴۶۳:

۱۱۔ فتح الباری: ۱۷۱/۸۔۱۷۲

۱۲۔ فتح الباری ۱۷۲/۸ او مابعد

۱۳۔ مغازی رسول اللہ علیہ وسلم، مرتبہ محمد مصطفیٰ اعظمی، اردو ترجمہ محمد سعید الرحمٰن علوی، لاہور ۱۹۹۰ء، ۲۲۹، عربی طباعت ریاض ۱۴۰۱ھ، ۲۲۲:...فلما افاق شخص بصره نحو سقف البيت ثم قال: "اللهم فی الرفیق الاعلیٰ". فقلت اذالا یختارنا..."

۱۴۔ "تنبیہ": قال السهیلی: وجدت فی کتب الواقدی ان اول کلمة تکلم بها صلی الله علیه وسلم، و هو مسترضع عند حلیمة "الله اکبر"، و آخر کلمة تکلم بها کما فی حدیث عائشة "فی الرفیق الاعلیٰ" فتح الباری ۱۷۳/۸

۱۵۔ شبلی وسلیمان، سیرۃ النبی، اعظم گڑھ ۱۹۸۳ء، ۱۸۲/۲

۱۶۔ رحمۃ للعالمین، دہلی ۱۹۸۰ء، ۲۵۰/۱ بحوالہ صحیح بخاری

۱۷۔ سیرۃ المصطفیٰ، دیوبند: ج ۳، ص ۱۷۱۔۱۷۲

۱۸۔ پیغمبر انسانیت، لاہور ۱۹۹۰ء، ۴۴۷۔۴۴۸

۱۹۔ سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، مرتبہ بلال عبدالحی حسن ندوی، رائے بریلی ۱۹۹۸ء، ۳۶۰ بحوالہ صحیح البخاری کتاب المغازی، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ۔"

۲۰۔ ابوالحسن علی حسنی ندوی، السیرۃ النبویۃ، دارالشروق، طبع ہشتم، ۱۹۸۹ء، ۴۰۲۔۴۰۳ بحوالہ جات: ۴۔ سیرۃ ابن کثیر ج ۴ ص ۴۷۴۔۴۷۵ والروایۃ فی البخاری (باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودفاتہ ۵۔ بخاری کا مذکورہ بالا/۱۔ مصدر سابق

۲۱۔ الرحیق المختوم اردو، علی گڑھ، ۳۳۷۔۳۳۴؛ (۲۰) ایضاً صحیح بخاری باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وباب آخر ماتکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۶۳۸/۲ تا ۶۴۱؛ الرحیق المختوم عربی، دارالمؤید، ریاض وغیرہ، ۱۹۹۷ء، ۴۶۹ میں عربی عبارت اسی معنی ومفہوم کی ہے۔

۲۲۔ فتح الباری ۱۷۱/۸۔۱۷۲

۲۳۔ فتح الباری ۲۶/۷ ومابعد

۲۴۔ سورۂ یوسف (تفسیر ماجدی لکھنؤ ۱۹۹۶ء، ۶۵۱/۲)

۲۵۔ ملاحظہ ہو خاکسار کا مقالہ "آخری حدیث نبوی کی شرح ولی اللہی"

۲۶۔ سورہ یوسف: ۱۰۱

۲۷۔ الشعراء: ۸۳

۲۸۔ ابن کثیر، سورہ شعراء ۳۳۸/۳

۲۹۔ یوسف ۴۹۲/۲

۳۰۔ مولانا تھانوی، تفسیر سورہ شعراء۔ تفسیر ماجدی وغیرہ